سیرت امہات المومنین رضی اللہ عنہن

مقالہ نگار **محمد امجد**

فاضل 2021 جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا

شریک کلیۃ الفنون 2021 2022

جامعۃ الحسن ساہیوال

نگران اعلیٰ: مفتی ساجد الرحیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نگران مقالہ: مولانا محمد اسامہ طارق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

انتساب

میں اپنی اس اولین خدمت کو اپنے تمام محسنین کی طرف منسوب کرتا ہوں، جن میں سر فہرست آقائے مدنی، محبوب سبحانی، رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ کی ذات ہیں، جن کے احسانات سے ایک میں کیا پوری انسانیت گراں بار ہے۔ آپ ﷺ کے بعد عاجز کے سب سے بڑے محسن اس کے مشفق والدین اور بڑے بھائی صاحب ہیں، پوری زندگی کوشش کے باوجود ان کے احسانات کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا، جن کی مخلصانہ جدوجہد، نیک تمناؤں اور آرزوں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کی توفیق دی۔ اللہ پاک ان کو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔

اپنے مخلص ومربی اساتذہ کرام اور شیخ ومرشد حضرت مفتی ساجد الرحیم صاحب دامت برکاتہم کے نام کہ جن کی بے پایاں شفقتوں اور تعلیم وتربیت میں بے لوث جدوجہد نے احقر کو کسی قابل بنایا۔

اور جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا جو میرا مادر علمی ہے، اس عظیم گلشنِ لدھیانوی کی آغوش تربیت میں قلم پکڑنا سیکھا اور جامعۃ الحسن ساہیوال، جس کے علمی، تحقیقی اور تصنیفی ماحول سے شوق وذوق پاکر یہ تحریر وجود میں آئی، اس کی نسبت ان دونوں اداروں کی طرف کرنا بھی باعث فخر سمجھتا ہوں۔ اللہ پاک ان اداروں کو دن دگنی، رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔

اظہار تشکر

اس مقالہ میں جن لوگوں نے میری مدد اور حوصلہ افزائی کی ہے، میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں اور جن کی تعلیم وتربیت اور نیک تمناؤں اور دعاؤں سے میں اس قابل ہوا کہ چند سطریں تحریر کر سکوں، بالخصوص جن حضرات کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں، وہ میرے مشفق والدین اور بڑے بھائی صاحب ہیں اور انکے ساتھ ساتھ میں جامعۃ الحسن کے نہایت شفیق، مزاج شناس ورجال ساز، ناظم تعلیمات جناب مفتی محمد ادریس صاحب دامت برکاتہ اور نگران مقالہ مفتی محمد اسامہ طارق صاحب دامت برکاتہ کا بے حد مشکور ہوں کہ جنھوں نے مقالہ لکھنے میں میرا حوصلہ بڑھایا اور ترغیب دی۔ میری زبان اس حق تشکر سے قاصر ہے اور میرا قلم میرے جذبات کو الفاظ کا روپ دینے سے عاجز ہے۔ بس دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان حضرات کے لئے دعا گو ہوں۔

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	مقدمہ	3	20	(6)ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا	15
2	ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی تعریف	4	21	دوہری تکالیف اور ہجرت مدینہ	15
3	فضائل	4	22	فطرت شناسی	16
4	اجمالی تعارف	5	23	(7)ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	17
5	(1)ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا	5	24	حضور ﷺ سے نکاح	17
6	حالات	5	25	ولیمہ اور آیت حجاب	17
7	فضائل ومناقب	7	26	فضائل	18
8	وفات	7	27	(8)ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	19
9	(2)ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	8	28	غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی	19
10	ناگواری اور شکایت	9	29	فضائل	19
11	سخاوت	9	30	(9)ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	20
12	وفات	9	31	فضائل	21
13	(3)ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	10	32	(10)ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	21
14	محبت کا امتحان	11	33	حضور ﷺ کی زوجیت میں	22
15	سخاوت	12	34	فضائل	22
16	(4)ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	12	35	(11)ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا	23
17	وفات	14	36	دل کی تسلی کے لئے سوال	24
18	(5)ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	14	37	وفات	24
19	وفات	14	38	مراجع ومصادر	25

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات تمام اہل ایمان کی مائیں ہیں، انہیں یہ مقام اس لئے حاصل ہوا کہ حضور ﷺ امت کے لئے بحیثیت باپ کے ہیں، آپ ﷺ نے امت کی تعلیم وتربیت اسی طرح فرمائی جیسے کہ ایک مشفق باپ اپنے عزیز و محبوب بچوں کی تربیت کرتا ہے، امت کے افراد کو حضور ﷺ کی رسالت و نبوت پر ایمان لانے اور آپ کی فرمانبرداری کا دم بھرنے اور اتباع واقتداء کی بھرپور کوشش کرنے کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے حضور ﷺ کو اپنا شفیق، محسن اور محبوب باپ سمجھنا چاہیے اور آپ ﷺ کی ہر بات کو محبت وعقیدت کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے، اس تعلق کو واضح کرنے اور اس کے احساس کو مزید گہرا کرنے کے لئے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو امت کی ماؤں کا درجہ دیا گیا۔

اس مقالہ میں امت کی انہی ماؤں یعنی سید الکونین ﷺ کی پاک بیبیوں کے نام ونسب، حالات، فضائل وواقعات کو عنوان قائم کرکے ایک نئے انداز میں پیش خدمت کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اور مسلمان بچیاں اپنی زندگی گزارنے میں ان مطہر خواتین کی زندگی کو نمونہ بنائیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی زوجیت کے لئے چنا تھا اور جنہوں نے نبوت کے گھرانے میں رہ کر اپنی زندگی دین سیکھنے سکھانے اور مولائے حقیقی سے لولگانے اور اپنے دلوں میں آخرت کی فکر بسانے کے لئے وقف کردی تھی۔

خواتین کی دینی ضرورت کو دیکھتے ہوئے جامعہ کی طرف سے "امہات المومنین" کا موضوع بندہ کو دیا گیا کہ اس پر مقالہ لکھا جائے، کیونکہ دورِ نبوت کے ماحول کو پڑھنا اور سمجھنا ازحد ضروری ہے۔ نبوت کی زندگی کا ایک حصہ جلوت (باہر) کا ہے جو کہ کھلا ہوا ہے اور ہر صحابی رضی اللہ عنہ کے سامنے ہے، اس کو پڑھ کر اور سُن کر اپنی زندگی اس کے مطابق گزاری جاسکتی ہے اور ایک حصہ خلوت یعنی گھر کے اندر کا ہے جس تک رسائی نہیں ہوسکتی، سوائے اس کے کہ نبی پاک ﷺ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہی امت کو بتائیں کہ آپ کے گھر کے اندر خلوت کے حالات کیا اور کیسے تھے؟ آپ ﷺ کی گھر کے اندر عبادات، بیویوں کے ساتھ برتاؤ اور آپ ﷺ کا گھر میں رہنے کا طریقہ کیا تھا؟ ان ضرورتوں کے پیش نظر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے نام سے مقالہ ترتیب دیا ہے، جو کہ مسلمان عورتوں کے لئے بہت فائدہ مند ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں کہ ربّ ذوالجلال میری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے، والدین اور اساتذہ کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے، اللہ پاک مجھے اخلاص کی دولت بے بہا عطا فرما کر دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین۔

محمد امجد ڈوگر
شریک کلیۃ الفنون
جامعۃ الحسن ساہیوال

ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی تعریف

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ، اَمَّا بَعد: فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ---(الخ) (الاحزاب:6)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی أَبٰی لِیْ أَنْ أُزَوِّجَ أَوْ أَتَزَوَّجَ إِلَّا أَهْلَ الْجَنَّةِ-(سبل الھدیٰ والرشاد:11/143،نعمانیہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اہل ایمان کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ تعلق اور لگاؤ ہے اور پیغمبر کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ مومن کا وجودِ ایمانی اور اس کی حیاتِ روحانی پیغمبر کے تعلق اور اتصال سے ہے۔اس لیے کہ پیغمبر مومنین کے حق میں بمنزلہ روحانی باپ کے ہے۔ نبی ﷺ مؤمنین کے ساتھ ان کے نفس اور ذات سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں، کیونکہ انسان کا نفس تو کبھی اس کو نفع پہنچاتا ہے کبھی نقصان، کیونکہ اگر نفس اچھا ہے تو اچھے کاموں کی طرف چلتا ہے جس سے نفع ہوتا ہے اور بُرے کاموں کی طرف چلنے لگے تو خود اپنا نفس ہی اپنے لئے مصیبت بن جاتا ہے، بخلاف رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ ﷺ کی تعلیم نفع ہی نفع اور خیر ہی خیر ہے اور جب نفع رسانی میں رسول اللہ ﷺ ہماری جان اور ہمارے نفس سے بھی زیادہ ہیں تو ان کا حق ہم پر ہماری جان سے زیادہ ہے۔ جس طرح نبی اہل ایمان کے روحانی باپ ہیں اسی طرح نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں، جن کی عزت واحترام نسبی ماؤں سے بڑھ کر ہے اور ان سے نکاح حرام ہے، جس طرح اپنی نسبی ماؤں سے نکاح حرام ہے۔

تعریف:

"امہات المؤمنین کا عظیم الشان لقب انہی ازواج کے ساتھ مخصوص ہے کہ جو آپ ﷺ کی زوجیت میں رہیں۔باقی جن عورتوں سے آپ ﷺ نے نکاح تو فرمایا لیکن عروسی اور مقاربت سے پہلے ہی ان کو طلاق دیدی، ان کے لئے یہ لقب استعمال نہیں کیا جاسکتا۔" (سیرت مصطفیٰ:3/171،الحسن)

فضائل:

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی أَبٰی لِیْ أَنْ أُزَوِّجَ أَوْ أَتَزَوَّجَ إِلَّا أَهْلَ الْجَنَّةِ ۔ (سبل الھدیٰ والرشاد:11/143،نعمانیہ)

ترجمہ:

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ناپسند سمجھا ہے میرے لیے یہ کہ میرا نکاح کیا جائے یا میں نکاح کروں مگر اہل جنت سے۔اس حدیث سے آپ ﷺ کی ازواج کا جنتی ہونا ثابت ہو رہا ہے اور یہ مؤمنین کی مائیں ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات پر بھی درود پڑھنا مشروع ہے، کیونکہ قرآن وسنت کی رو سے وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں، جیسا کہ: قرآن کریم کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ (الاحزاب:33)

ترجمہ:

"اے نبی کے اہل بیت (گھر والو) !اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دُور رکھے اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو"

"اس آیت کی تفسیر میں اکابر علماء اور محققین مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت میں شامل ہیں جس کی تصریح آیت بالا میں مذکور ہے اور جن حضرات کو چادر اوڑھ کر فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں وہ بھی اہل بیت میں ہیں۔اس لئے جن احادیث میں اہل بیت کی فضیلت آئی ہے ان میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔"(انوار البیان:4/42،العلم)

اس آیت کی تفسیر میں حِبرُ امت، ترجمان القرآن اور مفسر صحابہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (نزلت فی نساء النبیﷺ خاصة) یہ آیت خاص طور پر نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر: 3/491، دار المعرفہ)

اجمالی تعارف:

حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو قرآن کریم نے امہات المؤمنین قرار دیا ہے، ان کی تعداد گیارہ ہے۔ ان خوش قسمت ہستیوں کے نام یہ ہیں: (1) ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (2) ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (3) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (4) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (5) ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (6) ام المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا (7) ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (8) ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (9) ام المؤمنین حضرت صفیّہ رضی اللہ عنہا (10) ام المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا (11) ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔ اس طرح امہات المؤمنین کی تعداد گیارہ ہوگئی، جن میں سے دو حضور ﷺ کی حیات میں وفات پاگئیں، یعنی: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، باقی نو آپ ﷺ کی وفات تک زندہ تھیں۔ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ امت محمدیہ میں یہ صرف حضور ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ ﷺ کے نکاح میں بیک وقت چار سے زائد خواتین آسکتی تھیں، کسی امتی کے لئے بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھنا جائز نہیں۔ ذیل میں امہات المؤمنین کے مختصر حالات لکھے جاتے ہیں۔

(1) ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

نام:

خدیجہ، کنیت: ام ہند، لقب: طاہرہ۔

نسب:

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزّی بن قصی بن کلاب بن مرّة بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر بن مالک بن النضر بن کنانة، آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا، ان کا نسب بھی نبی ﷺ کے ساتھ لوی میں شامل ہو جاتا تھا۔ (الطبقات الکبری: 4/249، عربیہ)

حالات:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلہ میں نہایت معزز شخص تھے۔ قریش کے ایک تاجر گھرانے سے تعلق تھا، آپ رضی اللہ عنہا کے والد نے مکہ آکر اقامت کی اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے 15 سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی شرافت اور پاکیزگی کی وجہ سے سن شعور سے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا جن سے ہند اور ہالہ دو بیٹے پیدہ ہوئے، ہند اور ہالہ دونوں مشرف باسلام ہوئے، دونوں صحابی ہیں، ہند بن ابی ہالہ نہایت فصیح و بلیغ تھے، حلیہ نبوی کے متعلق مفصل روایت انہی سے مروی ہے۔ ابوہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی کے نکاح میں آئیں، جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ہند تھا، ہند بھی اسلام لائیں اور صحابیت کا شرف حاصل ہوا، ان سے کوئی روایت منقول نہیں۔ اسی زمانے میں عرب کی مشہور لڑائی حرب فجار چھڑی تو اس میں آپ کے والد اور شوہر دونوں شریک ہوئے اور دونوں مارے گئے، دونوں تجارت پیشہ تھے اور گھر کے گزر بسر کا دارومدار انہی پر تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر بیوہ رہ گئیں اور یہ عام الفیل کے بیس سال بعد کا واقعہ ہے۔ باپ اور شوہر کے مرنے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت پریشانی لاحق ہوئی، ذریعہ معاش تجارت تھا، جس کا کوئی نگران نہیں تھا تاہم

اپنے قریبیوں کو معاوضہ دے کر مال تجارت بھیجتی تھیں،نفیسہ بنت منیہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی شریف اور مالدار عورت تھیں، جب بیوہ ہوئیں تو قریش کا ہر شریف آدمی ان سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔

ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ودیانت اور صداقت کے چرچے مکہ میں عام تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسی شہرت کو مد نظر رکھتے ہوئے پیغام بھجوایا کہ آپ میرا مال تجارت شام لے جائیں تو آپ کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ معاوضہ دیا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ہمراہ مال تجارت لے کر تشریف لے گئے، عظیم نفع کے ساتھ واپس ہوئے واپس آنے کے بعد اپنے غلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامتیں سنیں اور بجیرا راہب کا قصہ سنا۔ان واقعات کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا شوق پیدا ہوا اور اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ جاہلیت کی ایک عید میں مکہ کی عورتیں جمع ہوئیں،ان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں،کیا دیکھتی ہیں کہ یکایک ایک شخص نمودار ہوا اور بلند آواز سے یہ ندا دی۔

"اے عورتو!تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہو گا جس کا نام احمد ہو گا،جو عورت تم میں سے اس کی بیوی بن سکے تو ضرور کر گزرے،سب عورتوں نے اس ندا دینے والے کو پتھر مارے،مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کوئی پتھر نہیں مارا بلکہ خاموش ہو گئیں۔"

(سیرت مصطفیٰ:3/175،الحسن)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دل پہلے سے اس سعادت کے حصول میں جولا نگاہ بنا ہوا تھا،اس وجہ سے ان کا رخ اس طرف ہو گیا اور انہوں نے اپنی ایک سہیلی نفیسہ بنت منیہ کو شادی کا پیغام دے کر بھیجا،تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے بارے میں بات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا،نفیسہ بنت منیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس خوشخبری لے کر لوٹیں اور انہیں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شادی کے لئے تیار ہیں اور نکاح کی تاریخ متعین ہو گئی، متعین تاریخ کو ابو طالب، حضرت حمزہ اور دیگر روسائے خاندان جمع ہو کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر گئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاندان کے کچھ افراد کو بلا رکھا تھا،ان سب کی موجودگی میں ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 25 سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔

ایک قول کے مطابق 28 سال عمر تھی۔ (الطبقات الکبریٰ:4/250،عمریہ)

ایک قول کے مطابق 35 سال عمر تھی۔ (السیرۃ الحلبیۃ:1/204،العلمیہ)

ایک قول کے مطابق 40 سال عمر تھی۔ (الطبقات الکبریٰ:4/250،عمریہ)

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر پانچ سو درھم مقرر ہوا۔ (سیرت مصطفیٰ:3/177،الحسن)

اس طرح خدیجہ بنت خویلد زوجۂ رسول بن کر پوری امت مسلمہ کی قابل تعظیم ماں بن گئیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بے مثل رفیقہ حیات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رسالت ملی اور جبرائیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی الہی پہنچائی تو اس حیرت انگیز واقعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر شدید اثر پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے گھر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پورہ واقعہ بیان کیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور فرمایا: ہر گز نہیں اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، غریبوں اور کمزوروں کی مدد فرماتے ہیں، آپ عبادت گزار

ہیں، امانت دار ہیں، اللہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گیں۔اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو اس زمانے کے مشہور نصرانی عالم تھے۔ورقہ بن نوفل نے حالات سننے کے بعد کہا کہ اے خدیجہ !اگر تم نے سچ کہا ہے تو یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا اور اب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیا ہے۔کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور میں زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے ؟ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو تمہاری ضرور مدد کروں گا،اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھا کرتے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی فضیلت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اسلام کا نور چمکا اور ساری دنیا کو منور کر دیا،اس گھر کی ایک برکت تو یہ تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود اور ان کی صاحبزادیاں (بنات رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) سب سے پہلے اسلام لائیں، بلکہ ہر وہ شخص جو اس گھر کی چھت کے نیچے تھا۔اس نے اسلام لانے میں پہل کی اور حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ دونوں پہلے اسلام لائے۔

فضائل ومناقب:

صحیح بخاری میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"ایک مرتبہ جبرائیل امین آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ !صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خدیجہ آپ کے پاس کھانا لے کر آرہی ہیں، جب آپ کے پاس آئیں تو ان کے پروردگار کی طرف سے اور پھر میری طرف سے ان کو سلام کہہ دیجئے اور ان کو جنت کے ایک محل کی خوشخبری دیجئے، جو ایک موتی کا بنا ہوا ہو گا اور اس میں نہ کوئی شور ہو گا اور نہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف ہو گی۔" (صحیح بخاری:1/ 673، رحمانیہ)

وہ اسلام کے متعلق آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سچی مشیر کار تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بخاری اور مسلم میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ان کی خصوصیت میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سب سے پہلی بیوی اور سب سے پہلی مسلمان ہیں۔

اولاد:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی اولاد ہوئی، ابو ہالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے، دو لڑکے پیدا ہوئے، جن کا نام ہالہ اور ہند تھا، دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند تھا۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے چھ بچے تھے، دو صاحبزادے جو بچپن میں ہی داغ مفارقت دے گئے، ایک قاسم اور دوسرے عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ کا دوسرا نام طیب اور طاہر بھی تھا۔قاسم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بڑے بیٹے تھے، ان ہی کے نام پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کنیت ابو القاسم ہے اور چار صاحبزادیاں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو کہ سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ۔

وفات:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد 25 برس تک زندہ رہیں اور 11 رمضان 10ھ نبوی (ہجرت سے تین سال قبل) انتقال کیا، پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا، چونکہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے۔(الطبقات الکبری:4/ 251، عربیہ)

جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت ابراہیم کے سوا انہی سے پیدا ہوئی۔

(2)ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

سودہ نام تھا، قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے: سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی، ماں کا نام شموس تھا، یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں، ان کا پورا نام ونسب یہ ہے: شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔

نکاح:

سکران بن عمرو بن عبدود سے (جو ان کے والد کے چچازاد بھائی تھے) شادی ہوئی۔

قبول اسلام:

ابتداء نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے، صحابہ نے جب دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تو سودہ اور سکران بھی ان مہاجرین میں تھے، جب مکہ واپس ہوئے تو راستے میں سکران کا انتقال ہو گیا، عبد الرحمٰن نامی ایک بیٹا یادگار چھوڑا، جو مشرف بہ اسلام ہوئے اور جنگ جلولا میں شہید ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کب اور کتنی عمر میں ہوا:

نبوت سے دسویں برس، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 50 سال نیز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر بھی 50 سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پریشان وغمگین تھے، یہ حالت دیکھ کر خولہ بنت حکیم (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے عرض کی آپ کو ایک رفیق کی ضرورت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں گھر بار، بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا، آپ کی اجازت سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور کہا: مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا پیام دے کر بھیجا ہے، سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے کوئی عذر نہیں مگر میرے باپ سے اس کا تذکرہ کر لو اور جاہلیت کے طریقے پر ان کو سلام کرنا، خولہ کہتی ہیں کہ میں ان کے باپ کے پاس پہنچی اور جاہلیت کے طریقے پر انعم صباحا کہا، پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا: خولہ ہوں، اس نے مرحبا کہہ کر دریافت کیا کہ کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: محمد بن عبد المطلب کا آپ کی بیٹی سے پیام نکاح لے کر آئی ہوں، انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شریف کفو ہیں، لیکن سودہ سے بھی تو دریافت کر لو کہ ان کی کیا رائے ہے، میں نے کہا وہ بھی آمادہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور نکاح پڑھا گیا۔ (ازواج مطہرات کے دلچسپ واقعات: 1/35، بیت العلوم)

نکاح کے بعد عبد اللہ بن زمعہ (حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے، جب ان کو اس کا علم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہو گیا، چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت اور نادانی پر ہمیشہ افسوس کرتے تھے۔

حق مہر اور ولیمہ:

حق مہر چار سو درہم قرار پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ میں 80 وسق کھجور اور 20 وسق جو کھانا کھلایا۔ (الطبقات الکبریٰ: 4/270، عمریہ)

حلیہ:

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی بلند وبالا نہ تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے جس نے ان کو دیکھ لیا ہے، وہ ان سے چھپ نہیں سکتی تھیں۔

ناگواری اور شکایت:

ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے صحرا میں جارہی تھیں، راستہ میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی، چونکہ سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا دراز قد تھیں، اس وجہ سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا اچھا نہیں لگتا تھا اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پردہ کی تحریک بھی کر چکے تھے کہ ازواج مطہرات کو پردہ کرنا چاہئے لہذا بولے: سودہ! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے، سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات ناگوار گزری اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔

(صحیح البخاری:1/88، رحمانیہ)

بے مثال اطاعت:

سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا اخلاق نبوت کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھیں۔ اطاعت وفرمانبرداری تو ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے نہ گئیں، فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ (الطبقات الکبری:4/470، عمریہ)

اجازت:

سن 10ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا، اس موقع پر سودہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، چونکہ آپ بلند وبالا اور فربہ اندام تھیں، اس وجہ سے تیزی سے چل پھر نہ سکتی تھیں، بلکہ سست رفتار تھیں، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے مزدلفہ روانہ ہونے سے قبل اِن کو اجازت دی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمادی، چنانچہ وہ لوگوں سے پہلے مزدلفہ روانہ ہوئیں۔

(صحیح البخاری:1/312، رحمانیہ)

سخاوت:

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس درہموں سے بھرا ہوا تھیلا بھیجا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا یہ درہم ہیں تو فرمایا: ارے کھجوروں کی طرح تھیلے میں درہم (یعنی اتنے بڑے تھیلے میں تو کھجوریں ڈالی جاتی ہیں، درہم تھوڑے ہوتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ درہم بھیج دیئے ہیں) اور پھر انہوں نے وہ سارے درہم تقسیم کر دیئے۔ (الطبقات الکبری:4/270، عمریہ)

وفات:

ماہ ذی الحجہ 23 ہجری میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت میں وفات پائی اور ابن سعد نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے 54 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ (سبل الہدی والرشاد:11/200، نعمانیہ)

(3)ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام ولقب:

نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، لقب صدیقہ۔

والد کا نام اور خاندان:

صدیق اکبر، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کا سلسلہ، نسب نبوی میں کنانہ سے جاملتاہے، قریشی از اولاد مرہ۔

والدہ کا نام:

نام زینب اور ام رومان کنیت تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کب اور کتنی عمر میں نکاح کیا؟

ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال 10 نبوی میں نکاح ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 50 سال 6 ماہ تھی۔ ہجرت کے بعد ماہ شوال میں رخصتی ہوئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت نکاح 6 سال اور بوقت رخصتی 9 سال تھی۔ (صحیح البخاری: 2/277، رحمانیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف:

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بعد متصل ماہ شوال سن 10 نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح فرمایا۔ خولہ بنت حکیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جاکر پیام دیا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر سے عائشہ کا پیام دیا تھا جس کو میں منظور کر چکا ہوں۔ واللہِ، ماأخلَفَ أبوبکرٍ وَعدًاقطُّ، (اور خدا کی قسم ابو بکر نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مطعم کے گھر گئے اور مطعم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہاری نکاح کے متعلق کیارائے ہے؟ مطعم کی بیوی سامنے موجود تھی، مطعم نے بیوی سے پوچھا تمہاری کیارائے ہے؟ بیوی نے کہا آپ کے ہاں نکاح کرنے سے مجھے اندیشہ ہے کہ میرا بیٹا بے دین نہ ہو جائے اور اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر تمہارے دین میں داخل نہ ہو جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تمہاری کیارائے ہے؟ تو اس نے کہا میری بیوی نے جو کہا آپ نے سن لیا، جس عنوان سے مطعم اور اس کی بیوی نے متفقہ طور پر انکار کیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے اب وعدے کی ذمہ داری مجھ پر باقی نہیں رہی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس گھر آئے اور خولہ سے کہہ دیا کہ مجھے منظور ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت چاہیں تشریف لائیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نکاح پڑھا گیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: 11/166، نعمانیہ)

حق مہر:

حق مہر چار سو درہم مقرر ہوا۔ (سیرت مصطفیٰ: 3/184، الحسن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں گئی، میں اس وقت نوعمر لڑکی تھی اور میرا بدن بھی بھاری نہیں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا آپ لوگ آگے چلے جائیں، چنانچہ سب چلے گئے تو مجھ سے کہا عائشہ آؤ دوڑ میں مقابلہ کریں۔ چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ آگے چلے جاؤ، صحابہ آگے چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا آؤ دوڑ میں مقابلہ کریں، چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا تو

آپ ﷺ آگے نکل گئے، میں پیچھے رہ گئی کیونکہ اب میں کچھ بھاری بدن ہو چکی تھی آپ ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: یہ پہلی دوڑ کے بدلے میں ہے۔ اس طرح محبت کے بے شمار واقعات ہیں۔

محبت کا امتحان:

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول ﷺ کی محبت میں سخت امتحان میں مبتلا ہوئیں، شعبان سن 5 ہجری میں حضور اکرم ﷺ نے غزوہ بنی مصطلق کے لئے سفر شروع کیا، صحابہ کی ایک اچھی خاصی تعداد آپ ﷺ کے ساتھ تھی، منافقین بھی اسلامی فوج میں داخل ہو گئے کیونکہ منافقوں کو قرائن سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس غزوہ میں جنگ نہ ہو گی، اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہم رکاب تھیں۔ اس زمانے میں پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا، لہذا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے کجاوے پر سوار تھیں اور جب اترتیں تو کجاوے سمیت اتاری جاتیں اور کجاوے پر پردے لٹکے رہتے، غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر مدینہ کے قریب ایک مقام پر حضور ﷺ نے قیام کرنے کا حکم فرمایا، رات کے پچھلے پہر قافلہ کو روانگی کا حکم دے دیا، قافلے کے کوچ کرنے سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کجاوے سے نکل کر قضائے حاجت کے لئے چلی گئیں، وہاں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، واپس آئیں تو قافلہ جا چکا تھا آپ وہیں پر یہ خیال کر کے بیٹھ گئیں کہ آپ ﷺ جب کسی مقام پر قیام فرمائیں گیں تو مجھے ناپا کر آدمی واپس روانہ کریں گے، آپ رضی اللہ عنہا اسی جگہ چادر اوڑھ کر سو گئیں۔

سیدنا صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے رہتے تھے جب وہ لشکر کے سابقہ پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ انہوں نے پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہوا تھا، دیکھتے ہی اناللہ پڑھا ان کی آواز سے سیدہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ کھل گئی فوراً چادر سے منہ ڈھانپ لیا، سیدہ خود فرماتی ہیں صفوان نے مجھ سے بات تک نہیں کی، سیدنا صفوان نے اپنا اونٹ لا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب بٹھا دیا تا کہ آپ سوار ہو جائیں، آپ رضی اللہ عنہ مہار پکڑ کر روانہ ہوئے، عین دوپہر کے وقت لشکر اسلامی میں جا پہنچے۔ منافقین نے جب دیکھا تو بڑے بڑے حواشی چڑھائے اور یہ مشہور کیا کہ اب وہ نعوذ باللہ پاک دامن نہیں رہیں۔ آپ واپس آتے ہی بیمار ہو گئیں، ایک ماہ تک آپ رضی اللہ عنہا بیمار رہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا تو آپ بہت رنجیدہ ہوئیں، لیکن اُس وقت تک بھی ان کی قوت ایمانیہ اور پاک فطرت کی عجیب شان نظر آئی، جب حضور ﷺ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے میکے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اگر میں اب کہوں گی کہ میں پاک ہوں تو میری بات پر اعتماد نہ ہو گا، اگر میں کسی بات کا اقرار کر لوں حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل پاک ہوں تو اعتماد کر لیا جائے گا، پس اس حالت میں میں اپنے لیے صرف حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال پاتی ہوں۔ صدیقہ کہتی ہیں مجھے اپنی پاکی اور صفائی کی وجہ سے یقین تھا کہ میری برأت میں نبی ﷺ کو خواب میں بتایا جائے گا، مگر اس کا مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میرے حق میں وحی الٰہی کا نزول ہو گا، قرآن پاک اترا، اللہ پاک نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نصرت فرمائی، بے قصوری ظاہر کی اور ان کو طیبہ ٹھہرایا۔ نیز یہ بھی بتایا کہ اس بہتان سے ان کی شان میں ذرا بھی فرق نہ آیا بلکہ رتبہ بڑھ گیا، وہ وحی اتری جس کی قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں میں تلاوت کی جائے گی، اپنے آپ کو ناچیز سمجھا، باوجود بے قصوری و مظلومی کے آپ نے اپنا یہ درجہ نہ سمجھا کہ ان کے لئے قرآن اترے، تواضع وانکساری سے یہی سمجھتی ہیں کہ ان کی پاکی عالم رؤیا میں ظاہر فرمائی جائے گی۔ لیکن رب العالمین ان ہی کے رتبے بلند فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں تواضع وانکساری فرماتے ہیں۔

سخاوت:

سخاوت کا یہ عالم تھا ام ذرہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دو بوریوں میں مال بھر کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، جو تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار درہم تھے، حضرت عائشہ اسی وقت ان کو تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئیں، جب شام ہوئی تو ایک درہم بھی باقی نہ تھا، روزے سے تھیں، جب شام ہوئی تو خادمہ سے افطاری منگوائی، خادمہ نے روٹی اور زیتون کا تیل لا کر رکھ دیا، ام ذرہ نے کہا: اگر آپ ایک درہم کا گوشت منگوالتیں تو اچھا ہوتا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر یاد دلاتی تو منگا لیتی، غریب غربا کی ضرورت نے اپنی ذات کی طرف دھیان ہی نا جانے دیا۔ (سبل الہدی والرشاد: 11/ 181، نعمانیہ)

فضائل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہیں۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر۔" (صحیح البخاری: 1/ 665، رحمانیہ)

"حضرت عائشہ راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ یہ جبرئیل ہیں، تم کو سلام کہتے ہیں، میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور عرض کیا آپ دیکھتے ہیں اور میں نہیں دیکھتی۔" (صحیح البخاری: 1/ 665، رحمانیہ)

حضرت عائشہ کے ابواب مناقب کا سب سے سنہری باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بننا نصیب ہوا اور نعش مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کی گئی۔ (سیر الصحابہ: 2 (سیر الصحابیات: 1/ 25)، اسلامی کتب خانہ)

وفات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منگل کی رات 17 رمضان المبارک 58ھ میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (سبل الہدی والرشاد: 11/ 182، نعمانیہ)

(4) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نام:

حفصہ رضی اللہ عنہا۔

والد کا نام اور خاندان:

فاروق اعظم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ قریشی، از اولاد کعب۔

والدہ کا نام:

زینب بنت مظعون۔

پہلا نکاح کس سے ہوا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت خُنیس بن حذافۃ السہمی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تھا، جنہوں نے حبشہ اور مدینہ دونوں جگہ ہجرت کی، شوہر کے ساتھ مدینہ ہجرت کر کے آئیں، غزوہ بدر میں خنیس زخمی ہوئے، انہی زخموں کی وجہ سے مدینہ میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری: 4/ 285، عمریہ)

حضور ﷺ سے نکاح:

جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ کے نکاح کی فکر ہوئی، اسی زمانے میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش کی، انہوں نے کہا میں اس پر غور کروں گا، کچھ دنوں بعد ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کیا، انہوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے غم ہوا اس کے بعد خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہو گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہ کے نکاح کی خواہش کی اور میں خاموش رہا تو آپ کو ناگواری ہوئی، لیکن میں نے اس بنا پر کچھ ذکر نہیں کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول ﷺ کا ان سے نکاح کا ارادہ نہ ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: 11/184، نعمانیہ)

حق مہر اور ولیمہ:

رسول اکرم ﷺ نے ان کا حق مہر 400 درہم متعین فرمایا، اور آپ ﷺ نے 80 وسق جو کھانا کھلایا۔ (الطبقات الکبری: 4/286، عمریہ)

اعمال کی برکت:

حضرت قیس بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو (ایک) طلاق دے دی، اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ رضی اللہ عنہا کے ماموں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے تو آپ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں اور فرما رہیں تھیں کہ خدا کی قسم حضور ﷺ نے مجھے کسی عیب کی وجہ سے طلاق نہیں دی، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طلاق سے رجوع فرما لیجئے، کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والی ہے اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے مرتبے اور منزلت کا اندازہ لگائیں کہ پیغمبر کسی بشری تقاضے کے تحت انہیں طلاق دیتے ہیں تو جبرائیل امین، اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر آتے ہیں اور حضور ﷺ سے اس طلاق کا رجوع کراتے ہیں اور یہ خبر بھی دیتے ہیں کہ یہ صرف دنیا ہی میں آپ کی بیوی نہیں بلکہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہو نگی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: 11/185، نعمانیہ)

حضرت عائشہ کی زبان سے حضرت حفصہ کی تعریف:

ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں نفلی روزے سے تھیں تو کسی نے ہدیے کے طور پر کھانا بھیجا تو انہوں نے اس کھانے کو کھا کر روزہ افطار کر لیا، پھر کچھ دیر بعد حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فوراً بول پڑیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا روزہ تھا ہمیں کچھ کھانا ہدیہ کے طور پر آیا اور ہم نے اس پر روزہ افطار کر لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی جگہ پر ایک اور دن کا روزہ رکھ لو۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مجھ پر کلام میں سبقت لے گئیں اور یہ کیوں نہ ہوتا آخر وہ اپنے باپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی، اس میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعریف ہے کہ وہ بات کرنے میں، اور سوال پوچھنے اور دینی مسائل دریافت کرنے میں جری تھیں۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: 11/186، نعمانیہ)

دجال کا خوف:

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا اس میں دجال کی بہت سی علامات پائی جاتی تھیں، ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہو گئی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ چونکہ ایک زاہد آدمی تھے، لہذا انہیں اس کی صورت دیکھنا گوارا نہ تھا، آپ نے ابن صیاد کو بہت سخت سست کہا اور اس کو مارنا شروع کر دیا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو بولیں تمہیں اس سے کیا غرض۔ اسے چھوڑ دو، تمہیں پتا نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا سبب اس کا غصہ ہو گا۔ (صحیح مسلم: 2/405، رحمانیہ)

وفات:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک روایت ہے کہ جمادی الاولی 41ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور دوسری روایت میں ہے کہ شعبان 45ھ میں آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا، مروان جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: 11/186، نعمانیہ)

(5) ام المساکین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام مع لقب:

نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا، لقب اُمّ المساکین۔

والد کا نام اور خاندان:

خزیمہ۔ قریشی از اولادِ بنو ہلال بن عامر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کتنے نکاح ہوئے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تین نکاح ہوئے (پہلا) طفیل سے (دوسرا) عبیدہ سے ہوا، دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے چچا حارث کے بیٹے تھے (تیسرا) عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح:

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا، حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا چونکہ فقراء کو نہایت خوش دلی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لیے اُمّ المساکین کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔
(سبل الہدیٰ والرشاد: 11/205، نعمانیہ)

وفات:

نکاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین ماہ رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر 30 برس کی تھی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: 11/206، نعمانیہ)

(6)اُمُّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نام مع کنیت:

اصل نام ہند اور کنیت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

والد کا نام اور خاندان:

ابی امیہ عرف زاد الراکب (سوار کو زادِ راہ دینے والا) قریشی از بنی مخزوم۔ (الطبقات الکبریٰ:4/287، عمریہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی سے نکاح ہوا تھا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت قدیم الاسلام ہیں، ابو سلمہ کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب ہیں اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں۔

اسلام:

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

ہجرت حبشہ:

اپنے شوہر کے ساتھ اول ہجرت حبشہ کی طرف کی، حبشہ میں کچھ زمانہ قیام کر کے پھر واپس مکہ آگئے تھے۔

دوہری تکالیف اور ہجرت مدینہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (میرے خاوند) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میرے لیے اونٹ پر کجاوہ باندھا پھر مجھے اس پر سوار کرایا اور میرے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو میری گود میں میرے ساتھ بٹھادیا، پھر وہ میرے اونٹ کو آگے سے پکڑ کر مجھے لے چلے۔ جب (میرے قبیلہ) بنو مغیرہ نے ان کو جاتے دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا تمہاری جان پر ہمارا زور نہیں چلتا البتہ ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے چھین لی اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس پر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو عبدالاسد کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا جب تم نے اپنی لڑکی ہمارے آدمی سے چھین لی تو ہم اپنا بیٹا تمہاری لڑکی کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ تو میرے بیٹے پر ان کی آپس میں کھینچا تانی شروع ہوگئی، یہاں تک کہ انہوں نے اس کا بازو اتار دیا اور بنو عبدالاسد اسے لے کر چلے گئے، مجھے بنو مغیرہ نے اپنے ہاں روک لیا اور میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ چلے گئے، اس طرح میں، میرا بیٹا اور میرا خاوند ہم تینوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ میں ہر صبح باہر اَبطح میدان میں جا کر بیٹھ جاتی اور شام تک روتی رہتی یوں تقریباً ایک سال گزر گیا، حتی کہ ایک دن میرے چچازاد بھائی میرے پاس سے گزرا میری حالت دیکھ کر اسے مجھ پر ترس آگیا اس نے بنو مغیرہ سے کہا تم اس مسکین عورت کو جانے کیوں نہیں دیتے؟ تم لوگوں نے اسے اس کے بیٹے اور خاوند سے الگ کر رکھا ہے۔ اس پر بنو مغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم چاہتی تو اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤ۔

فرماتی ہیں کہ اس پر بنو عبدالاسد نے میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا، میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل پڑی، میرے ساتھ اللہ کا کوئی بندہ نہیں تھا، جب میں تنعیم پہنچی تو مجھے وہاں عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ ملے (یہ اس وقت مسلمان نہ تھے) انہوں نے کہا اے بنت امیہ! کہاں جارہی ہو؟ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں، انہوں نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے کہا اللہ اور میرے اس بیٹے کے علاوہ

کوئی میرے ساتھ نہیں وہ کہنے لگا اللہ کی قسم! تمہیں اکیلا نہیں چھوڑا جاسکتا چنانچہ انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑلی اور میرے ساتھ چل دیئے اور میرے اونٹ کو خوب تیز چلایا۔ اللہ کی قسم! میں عرب کے کسی ایسے آدمی کے ساتھ نہیں رہی جو ان سے زیادہ شریف اور عمدہ اخلاق والا ہو، جب وہ منزل پر پہنچتے تو میرے اونٹ کو بیٹھا کر خود پیچھے ہٹ جاتے اور میں اتر جاتی۔ اور جب میں سوار ہو کر اپنے اونٹ پر ٹھیک طرح بیٹھ جاتی تو اگلی منزل تک میرے اونٹ کی نکیل آگے سے پکڑ کر چلتے رہتے۔ جب قبا پر ان کی نظر پڑی تو مجھ سے کہا تمہارا خاوند اس بستی میں ہے تم اس بستی میں داخل ہو جاؤ، اللہ تمہیں برکت دے اور پھر وہاں سے وہ (عثمان بن طلحہ) مکہ واپس چلے گئے۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ ابو سلمہ کے گھرانے نے جتنی مصیبتیں برداشت کی ہیں میرے خیال میں اور کسی گھرانے نے اتنی مصیبتیں برداشت نہیں کیں۔ (حیاۃ الصحابہ: 1/310، دارالمعرفۃ)

مصیبت پر اجر اور اس کا یقین:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جس کو کوئی مصیبت پہنچے، پس وہ کہے:

{إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ} اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا۔

تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر ضرور عطا فرماتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اس بات کو یاد رکھا چنانچہ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے إِنَّا لِلّٰهِ پڑھی اور یہ دعا پڑھی۔ دعا تو میں نے پڑھ لی لیکن دل میں یہ خیال آتا رہا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون مجھے مل سکتا ہے؟ جب میری عدت ختم ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دے دیا۔ تو واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند عطا فرمایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (صحیح مسلم: 1/356، رحمانیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح:

ماہ شوال 4 ہجری آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا تو شوال کا آخر تھا۔ کچھ راتیں باقی تھیں۔ (الطبقات لکبریٰ: 4/287، عمریہ)

ولیمہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ میں 80 وسق کھجور اور 20 وسق جو کھانا کھلایا۔ (الطبقات الکبریٰ: 4/292، عمریہ)

فطرت شناسی:

صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازواج مطہرات میں سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں، صلح نامہ کی لکھائی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اٹھو، اپنی قربانی ذبح کرو، پھر اپنے سر مونڈ لو۔ راوی کہتے ہیں اللہ کی قسم! کوئی آدمی بھی کھڑا نہ ہوا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم تین مرتبہ فرمایا۔ جب ان میں سے کوئی بھی نہ کھڑا ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی، انہوں نے کہا آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور اپنا سر منڈا لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر آکر خود قربانی کی اور بال منڈوائے، اب جب صحابہ کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانی کی اور احرام اتارا، ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور جلدی اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ (صحیح بخاری: 1/481، رحمانیہ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال نفس کے بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں ان کو کس درجہ کمال حاصل تھا۔

وفات:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، راجح قول 61 ہجری کا ہے۔(سبل الہدیٰ والرشاد:11/190، نعمانیہ)

(7) اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام مع کنیت:

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔ کنیت: اُمُّ الحکیم۔

والد کا نام اور خاندان:

جحش بن اِیاب، قبیلہ خزیمہ از خاندان بنی اسد۔

والدہ کا نام:

امیمہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟

پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، پھر انہوں نے طلاق دے دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟

حضرت زینب رضی اللہ عنہا 4 ہجری میں آپ کی زوجیت میں آئیں اور بعض کہتے ہیں 5 ہجری میں آپ سے نکاح ہوا، نکاح کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر 35 سال کی تھی۔(سبل الہدیٰ والرّشاد:11/201، نعمانیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا جاؤ اور زینب رضی اللہ عنہا سے میرے نکاح کا تذکرہ کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ گئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے اپنے دل میں ان کی ایک عظمت محسوس ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے شادی کرنا چاہتے ہیں (اس لیے یہ بہت مرتبہ والی عورت ہیں) اس عظمت کی وجہ سے میں انہیں دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکا، میں نے منہ پھیر لیا اور کہا "زینب رضی اللہ عنہا! تمہیں خوشخبری ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لایا ہوں" جواب ملا: میں بغیر استخارہ کیے کوئی رائے قائم نہیں کرتی، یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی: {فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا} (الاحزاب:37)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور بغیر اجازت داخل ہوئے، کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن چکی تھیں۔(الطبقات الکبریٰ:4/296، عمریہ)

ولیمہ اور آیت حجاب:

چونکہ یہ نکاح اللہ عزوجل نے اپنی خاص ولایت سے فرمایا اور پھر اس کے بارے میں قرآن کی آیتیں نازل فرمائیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کے ولیمے میں خاص اہتمام فرمایا، صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی

بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام نہیں فرمایا، جس قدر کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں فرمایا۔ایک بکری ذبح فرمائی اور لوگوں کو مدعو کیا اور پیٹ بھر کر لوگوں کو گوشت اور روٹی کھلائی۔

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری، جس کی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی جو کھانے پر مدعو تھے، کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیا کی وجہ سے خاموش تھے، لیکن مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡذَنَ لَـكُمۡ اِلٰى طَعَامٍ غَيۡرَ نٰظِرِيۡنَ اِنٰٮهُ ۙ وَلٰـكِنۡ اِذَا دُعِيۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانْتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡىٖ مِنَ الۡحَـقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ---(الخ) (الاحزاب:53)

ترجمہ:

"اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بلا اجازت) داخل نہ ہو، الّا یہ کہ تمہیں کھانے پر آنے کی اجازت دے دی جائے، وہ بھی اس طرح کہ تم اُس کھانے کی تیاری کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو، لیکن جب تمہیں دعوت دی جائے تو جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنی اپنی راہ لو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے، اور وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ حق بات میں کسی سے نہیں شرماتا۔ اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔"

فضائل:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات سے بطور فخر کہا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے اولیاء نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر کیا۔(صحیح بخاری:2/656، رحمانیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی زوجہ مطہرہ کا ان جیسا ولیمہ کرتے نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ایک بکری کے ساتھ ولیمہ کیا۔(صحیح بخاری:1/531، رحمانیہ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری وفات کے بعد جنت میں) تم میں سے زیادہ جلدی وہ بیوی ملے گی، جس کے ہاتھ تم سب میں سے زیادہ لمبے ہوں گے، پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں، لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے تھے، کیونکہ وہ صدقہ خیرات بہت زیادہ کیا کرتی تھیں۔(صحیح مسلم:2/292، رحمانیہ)

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

20 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازہ جنازہ پڑھائی، انتقال کے وقت 53 سال عمر تھی۔

(الطبقات الکبریٰ:4/302، عمریہ)

(8)ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام:

نام برہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا۔(سبل الہدیٰ والرشاد:11/210،نعمانیہ)

والد کانام اور سلسلہ نسب:

جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جزیمہ بن مصطلق۔جو قبیلہ بنی مصطلق کے سردار تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلے میں مسافع بن صفوان سے ہوا تھا۔(الطبقات الکبریٰ:4/303،عمریہ)

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی:

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں اسلام دشمن تھے،چنانچہ حارث نے بہت سی فوج جمع کی اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کردی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔بریدہ نے آکر بیان کیا کہ خبر صحیح ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خروج کا حکم دیا،5ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں،تیز رفتاری کے ساتھ چل کر اچانک ان پر حملہ کردیا،اس وقت وہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلارہے تھے۔حملہ کی تاب نہ لاسکے۔دس آدمی ان کے مارے گئے باقی گرفتار ہوگئے،جن کی تعداد600 تھی،غنیمت میں دوہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔انہیں قیدیوں میں سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔مالِ غنیمت جب تقسیم ہوا تو جویریہ رضی اللہ عنہا،ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے ان کو مکاتبہ بنادیا یعنی اگر اتنی مقدار رقم ادا کردیں تو آزاد ہوجائیں۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہے کہ میں سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں،میری اسیری کا حال آپ پر مخفی نہیں،تقسیم میں ثابت بن قیس کے حصے میں آئی ہوں،انہوں نے مجھے مکاتبہ بنادیا ہے بدلِ کتابت میں آپ سے امداد کے لئے حاضر ہوں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:تمہاری طرف سے کتابت کی واجب الادا رقم میں ادا کردیتا ہوں اور تم سے نکاح کرلیتا ہوں،حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اس پر راضی ہوں۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کو آزاد کرکے اپنی زوجیت میں لے لیا،صحابہ کو جب یہ معلوم ہوا تو بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کردیا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی رشتہ دار ہیں۔

ولیمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ 80 وسق کھجور اور20وسق جو سے کیا۔

فضائل:

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت میرے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے(اور میں مصلیٰ پر بیٹھی ہوئی تھی)حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کے بعد تشریف لائے تو میں اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم اسی حال پر ہو جس پر

تمہیں میں نے چھوڑا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے، اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا تو وہ غالب ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں:

"سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ، عَدَدَ خَلْقِہٖ، وَرِضَا نَفْسِہٖ، وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ، وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔" (صحیح مسلم: 2/354، رحمانیہ)

وفات:

5 ہجری میں آپ ﷺ کی زوجیت میں آئیں، اس وقت آپ بیس سال کی تھیں اور ربیع الاول 50 ہجری میں وفات پائی، اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا سن 65 سال کا تھا۔ مروان بن حکم جو اس وقت امیر مدینہ تھے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(الطبقات الکبریٰ: 4/305، عمریہ)

(9) ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

نام زینب تھا، لیکن صفیہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ باپ کا نام حیی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا اور ماں کا نام برہ بنت سموال تھا، سموال قریظہ کا سردار تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: 11/212، نعمانیہ)

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرضی سے ہوئی تھی۔ سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ کنانہ جنگ خیبر میں قتل ہوا۔ (الطبقات الکبریٰ: 4/305، عمریہ)

حضور ﷺ کی زوجیت میں:

غزوہ خیبر میں یہ گرفتار ہوئیں، جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی، آنحضرت ﷺ نے انتخاب کرنے کی اجازت دی، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا۔ صحابہ نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ان کے سردار کی بیٹی ہے۔ آپ ہی کے لیے مناسب ہے۔ اس لیے آپ نے ان سے صفیہ کو واپس لے لیا اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔

عروسی اور ولیمہ:

خیبر سے روانہ ہوئے تو آپ مقام صہبا میں اترے، وہاں پہنچ کر عروسی فرمائی اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی، مقام صہبا میں تین روز آپ نے قیام کیا اور حضرت صفیہ پردہ میں رہیں، جب آپ وہاں سے روانہ ہوئے تو خود حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کرایا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا، یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل ہو گئیں۔

(صحیح البخاری: 2/82، رحمانیہ)

مہر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو رہا فرمایا اور ان کی رہائی کو ان کا حق مہر بنایا۔

(صحیح البخاری: 2/267، رحمانیہ)

فضائل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ وہ رو پڑیں اتنے میں ان کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا: حفصہ نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نبی کی بیٹی ہو، تمہارے چچا نبی ہیں اور نبی کی بیوی ہو۔ پس وہ کس بات میں تم پر فخر کرتی ہیں۔ پھر فرمایا: حفصہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (جامع الترمذی: 2/708، رحمانیہ)

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا حسن سلوک:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دن اس لونڈی نے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا میں اب تک یہودیت کی بو اور اثر باقی ہے اور وہ اب بھی (یوم السبت) ہفتہ کے دن کو معتبر سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ نرم برتاؤ کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لئے ایک شخص کو بھیجا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہفتہ کو اچھا سمجھنے کی ضرورت نہیں، اس کے بدلے خدا نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں۔ وہ میرے اقارب ہیں، اس کے بعد کنیز کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی: ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔ یہ سن کر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور اس کو آزاد کر دیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: 11/217، نعمانیہ)

وفات:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے 50ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، اس وقت ان کی عمر 60 سال کی تھی۔ ایک لاکھ ترکہ چھوڑا اور ایک ثلث کی اپنے یہودی بھانجے کے لیے وصیت کر گئیں۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: 11/217، نعمانیہ)

(10) ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام مع کنیت:

نام رملہ تھا۔ کنیت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا۔

والد کا نام اور خاندان:

ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ قریشی از خاندان بنو امیہ۔

والدہ کا نام:

صفیہ بنت ابو العاص، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔

اسلام:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں اور ان کے شوہر بھی اسلام لے آئے اور دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں جا کر ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کا نام حبیبہ رکھا، اسی کے نام پر ام حبیبہ کنیت رکھی گئی اور پھر اسی کنیت سے مشہور ہوئیں، عبید اللہ مرتد ہو کر بالکل آزاد نہ

زندگی بسر کرنے لگا، مے نوشی کی عادت ہوگئی، حتیٰ کہ اسی حالت میں انتقال ہوگیا۔

حضور ﷺ کی زوجیت میں:

عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا کہ اگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم بطور وکیل نکاح پڑھوا کر میرے پاس بھیج دو، نجاشی نے اپنی باندی ابرہ کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لئے لکھا ہے، اگر تم کو منظور ہو تو اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنالو، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس پیام کو منظور کیا اور خالد بن سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل مقرر کیا اور اس بشارت اور خوشخبری کے انعام میں ہاتھوں کے دونوں کنگن، پیروں کی پازیب اور انگلیوں کے چھلے سب کچھ ابرہ کو دے دیا، جب شام ہوئی تو نجاشی نے حضرت جعفر اور تمام مسلمانوں کو جمع کرکے خود خطبہ نکاح پڑھا۔

حق مہر:

چار سو دینار مہر مقرر کیا اور اسی وقت وہ چار سو دینار خالد بن سعید اموی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے اور ایک روایت میں ہے کہ حق مہر 400 درھم تھا۔ مہر کی رقم جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچی تو ابرہ کو بلا کر پچاس دینار اور دیے۔

ولیمہ:

نکاح کی مجلس سے لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا، نجاشی نے کہا کہ ابھی بیٹھیں، حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ نکاح کے بعد ولیمہ بھی ہونا چاہیے۔ چنانچہ کھانا آیا اور دعوت سے فارغ ہو کر سب رخصت ہوئے۔

فضائل:

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان بندہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے لئے بارہ رکعات نفل پڑھے گا، اس کے لئے ان کے بدلے میں جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دن کے بعد کبھی بھی یہ بارہ رکعات ترک نہیں کیں۔ (صحیح مسلم: 1/302، رحمانیہ)

اخلاق:

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان بن حرب (اسلام قبول کرنے سے پہلے) مدینہ آیا تو وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ مکہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ ابوسفیان نے حضور نبی اکرم ﷺ سے صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں توسیع کے لئے گزارش کی، لیکن حضور نبی اکرم ﷺ نے انکار فرمادیا، پس وہ کھڑا ہوا اور اپنی بیٹی کے پاس چلا گیا، لیکن جب وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے کے لئے بڑھا تو ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بیٹھنے سے پہلے ہی وہ بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا: اے میری بیٹی! کیا تو اس بستر کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتی ہے یا میری وجہ سے اس بستر سے؟ انہوں نے کہا یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا بستر ہے اور تم ایک نجس اور مشرک انسان ہو، ابوسفیان نے کہا: اے میری بیٹی! میرے بعد تم شر میں مبتلا ہوگئی ہو۔ (الطبقات الکبریٰ: 4/294، عربیہ)

اتباع شریعت کی فکر:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بڑی متبع شریعت تھیں۔ جب ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو تین دن کے بعد انہوں نے خوشبو منگائی، جس میں زردی تھی۔ پھر وہ خوشبو اپنے لباس، جسم اور اپنے رخساروں پر لگائی، پھر فرمایا کسی عورت کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ

پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔

(الطبقات الکبریٰ:4/294، عمریہ)

سوکنوں سے معافی:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے قبل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی ہو جایا کرتا تھا، اس لیے مجھ کو معاف کر دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے معاف کر دیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی تو وہ بولیں، تم نے مجھ کو خوش کیا خدا تم کو خوش کرے۔(الطبقات الکبریٰ:4/295، عمریہ)

وفات:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں 44ھ میں وفات پائی۔(الطبقات الکبریٰ:4/295، عمریہ)

(11)ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

نام:

آپ کا نام برہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا نام رکھا۔

والد کا نام اور خاندان:

حارث بن حزن از خاندان بنو ہلال بن عامر۔

والدہ کا نام:

ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بن جرش۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ "ہند بنت عوف" کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ دامادوں کے اعتبار سے روئے زمین پر کوئی بڑھیا ان سے زیادہ خوش نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ان کے دامادوں کی فہرست میں مندرجہ ذیل ہستیاں ہیں۔(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (2) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (3) حضرت علی رضی اللہ عنہ (4) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (5) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (6) حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ۔ یہ سب کے سب بزرگوار "ہند بنت عوف" رضی اللہ عنہا کے داماد ہیں۔

پہلے کس سے نکاح ہوا؟

پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا۔ دوسرا نکاح ابورہم بن عبد العزیٰ سے ہوا۔

سیدہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم 7ھ میں عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اس وقت بیوہ ہو چکی تھیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے نکاح فرمالیا اور عمرۃ القضاء سے واپسی پر مقام "سرف" میں ان سے عروسی فرمائی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں نکاح کا پیام ملا وہ اونٹ پر سوار تھیں، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اونٹ اور جو اس پر ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔(التفسیر القرطبی:14/209، داراحیاء التراث)

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ 7ھ میں عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے تھے اسی احرام کی حالت میں حضرت

میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نکاح کے متولی ہوئے تھے۔(صحیح البخاری:1/336،رحمانیہ)

حق مہر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے 500 درہم حق مہر کے ساتھ نکاح فرمایا۔(الطبقات الکبریٰ:4/314،عمریہ)

دل کی تسلی کے لئے سوال:

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں سے باہر تشریف لے گئے، میں نے آپ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا، تھوڑی دیر بعد آپ واپس تشریف لائے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا، چنانچہ میں دروازہ کھولنے کے لئے آئی میں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس رات کسی اور زوجہ محترمہ کی طرف تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا نہیں بلکہ مجھے پیشاب میں کچھ تکلیف واقع ہو گئی تھی۔(الطبقات الکبریٰ:4/315،عمریہ)

ادائیگی قرض:

”حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی قرض لیتی تھیں،ایک بار زیادہ رقم قرض لی تو کسی نے کہا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی؟ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا خود اس کا قرض ادا کر دیتا ہے۔“

(سیر الصحابہ:2(سیر الصحابیات:1/54)،اسلامی کتب خانہ)

مشقت سے بچانا:

ایک مرتبہ ایک عورت نے بیماری کی حالت میں منت مانی تھی کی شفایاب ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھے گی، اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگی، جب رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس کو سمجھایا کہ تم یہیں رہو اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز ادا کر لو۔ کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

وفات:

51ھ میں مقام سرف میں اسی جگہ وفات پائی جہاں عروسی ہوئی تھی اور وہیں دفن ہوئیں۔

بفضلہٖ تعالیٰ

اللہ کے فضل و کرم سے آج میرا مقالہ پورا ہوا۔ ان مقدس ماؤں رضی اللہ عنہن کے طفیل اللہ پاک میری اس چھوٹی سی کاوش کو قبول فرمائے اور میرے لیے اور میرے والدین اور اساتذہ کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور تمام عالم اسلام کے لیے فائدہ مند بنائے۔ فللہ الحمد اوّلاً و آخراً۔ آمین۔

محمد امجد
کلیۃ الفنون

مراجع ومصادر

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مکتبہ
1	انوارالبیان	مولاناعاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ	العلم
2	آسان ترجمہ	حضرت مولانامفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ	معارف القرآن کراچی
3	تفسیرابن کثیر	اسماعیل ابن کثیرالقرشی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ	دارالمعرفہ
4	التفسیرالقرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی رحمۃ اللہ علیہ	داراحیاءالتراث
5	صحیح البخاری	امام محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ	رحمانیہ
6	الصحیح لمسلم	امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ	رحمانیہ
7	جامع الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسی بن سورۃ التّرمذی رحمۃ اللہ علیہ	رحمانیہ
8	سبل الھدی والرشاد	امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ	نعمانیہ
9	الطبقات الکبری	محمد بن سعد بن منیع الزھری رحمۃ اللہ علیہ	عمریہ
10	حیاۃالصحابہ	علامۃالشیخ محمدیوسف الکاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ	دارالمعرفہ
11	تاریخ امت مسلمہ	مولانامحمد اسماعیل ریحان حفظہ اللہ	المنہل
12	سیرالصحابہ	الحاج مولاناشاہ معین الدین ندوی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ	اسلامی کتب خانہ
13	سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	استاذالمحدثین مولانامحمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ	الحسن
14	امت مسلمہ کی مائیں	مولاناعاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ	معارف القرآن کراچی
15	ازواج مطہرات کے دلچسپ واقعات	محمد خرم یوسف	بیت العلوم
16	رحمۃ للعالمین	قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپُوری	رحمانیہ